سوال

(9) علمائے حنفیہ کے نزدیک ذکر جہر ماسوائے مسنون جگھوں کے جائز ہے یا نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے حنفیہ کے نزدیک ذکر جہر ماسوائے مسنون جگھوں کے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو مکروہ بھی ہے یا نہیں اور اس کی دلیل کیا ہے جو کچھ حنفی فقہ کی معتبر کتابوں سے آپ کو معلوم ہوا ہوا اسے تحریر فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین وتابعین میں سے اکثریت ذکر جہر کے مکروہ ہونے کے قائل ہیں تمام مذاہب تبعیہ کا اتفاق ہے کہ ذکر میں بلند آواز مستحب نہیں ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ذکر جہر کو بدعت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ادعوا ربكم تضرعا وخفية إنه لا يحب المعتدين ﴿٥٥﴾... سورة الاعراف

"اپنے رب کو عاجزی اور آہستگی سے پکارو۔ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

احناف نے اسی آیت کی بنا پر اذکار و ادعیہ میں اخفاء کو لازم قرار دیا ہے ماسوائے ان مقامات کے جہاں ذکر جہر مسنون ہے "ادْعُوا" امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب کے لیے ہوتا ہے اور واجب کا خلاف کراہت ہے۔ اور جب کراہت کو مطلق ذکر کیا جائے تو اس سے مراد مکروہ تحریمی ہوتا ہے کتب اصول میں اس کی تفصیل موجود ہے چنانچہ ہدایہ۔ جوہریرہ۔ کفایہ۔ عنایہ۔ فتح القدیر۔ عینی۔ بحر الرائق قاضی خاں میں ذکر جہری کو مکروہ اور بدعت لکھا ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے مسلک کی بنیاد اسی آیت پر ہے۔ تفسیر کبیر میں:

إنه لا يحب المعتدين ﴿٥٥﴾... سورة الأعراف

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ تضرع کا خلاف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا یعنی بلند آواز سے دعا وذکر کرنے والے خدا کو پسند نہیں ہیں تو یہ مکروہ تحریمی کی تہدید ووعید ہے۔ اور اصول فقہ میں یہ بھی مقرر ہے کہ بدعت مطلقہ سے مراد بدعت سئیہ ہوتی ہے۔ اور تہدید خلاف اولیٰ (مکروہ تنزیہی) پر نہیں ہوتی۔

غایۃ البیان شرح ہدایہ۔ کفایہ شرح ہدایہ۔ بحر الرائق وغیرہ میں لکھا ہے کہ بلند آواز سے تکبیر کہنا بھی بدعت ہے البتہ ایام تشریق کی تکبیریں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ فتاوے قاضی خاں

۔ مصفیٰ فتاوی علامیہ میں ذکر جہر کو مکروہ لکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین ذکر آہستہ ذکر کرنا ہے ۔ کیونکہ ذکر خفی میں ادب اور تضرع پایا جاتا ہے ریا کا شائبہ تک نہیں ہوتا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے "ابن عباس نے لوگوں کو بلند آواز سے تکبیر کہتے سنا ۔ فرمایا کیا یہ لوگ امام کو سناتے ہیں ؟ کہا گیا نہیں تو فرمایا "یہ دیوانے لوگ ہیں ۔ جو لوگ اس امر (اذعُوا) کو استحباب پر محمول کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک جہر خلاف اولیٰ ہوگا ۔ لیکن اس صورت میں جمہور کا خلاف لازم آئے گا اللہ تعالیٰ نے ذکریا علیہ السلام کی تعریف فرمائی اور فرمایا "اس نے اپنے رب کو آہستہ سے پکارا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آہستہ دعا کرنا بلند آواز سے دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے "اور فرمایا "بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کرے ارباب طریقت میں ذکر جہر کے متعلق اختلاف ہے ۔ بعض ذکر خفی کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ اس میں ریا نہیں ہے اور بعض ذکر جہر کو بہتر سمجھتے ہیں تاکہ اوروں کو بھی ترغیب ہو امام شافعی بلند آواز سے آمین کہنے کو بہتر سمجھتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آہستہ کہنے کو افضل جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آمین یا دعا ہے یا خدا کا نام ہے اور دعا اور ذکر دونوں میں اخفاء بہتر ہے ۔

جو لوگ ذکر جہر کو جائز سمجھتے ہیں وہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے ختم ہونے کو صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کی تکبیر سے معلوم کرلیتا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ ذکر جہر درست ہے علمائے احناف نے اس کے چند جواب دیے ہیں ۔ پہلا یہ کہ :

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ 55 ... سورة الأعراف

کی تفسیر میں خود ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ "دعا میں زیادتی یہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے درجہ کے حصول کی دعا کرے یا ایسے عمل کی دعا کرے جس کا وہ مستحق نہیں ہے یا بلند آواز سے دعا کرے "دوسرا یہ کہ یہاں تکبیر سے مراد مطلق ذکر ہے اور یہ گاہے بگاہے بطور تعلیم ہوتا تھا نہ کہ ہمیشہ چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہی نقل کیا ہے ۔ ابن بطال نے کہا کہ ابن حزم کے سوا باقی تمام علماء نے ذکر برفع صوت کو غیر مستحب لکھا ہے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہاں تکبیر سے مراد تکبیرات انتقال ہیں ۔ جیسا کہ علامہ طیبی نے اس کی تصریح کی ہے ۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ ایام تشریق کا ہے کہ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہی جاتی ہیں ۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ یہاں تکبیر سے وہ تکبیریں مراد ہیں جو تسبیح اور تمہید کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں ۔ بعض نے کہا اس سے وہ تکبیر مراد ہے جو سلام پھیرنے کے بعد ایک یا تین دفعہ پڑھی جاتی ہے ۔ پس جب حدیث میں چند احتمالات پیدا ہوجائیں تو استدلال باطل ہوجاتا ہے ۔ اور اگر اس حدیث کا وہی معنی مراد لیا جائے جو مجوزین کہتے ہیں تو پھر بھی یہ حدیث قرآن کے معارض ہے ۔ اور ترجیح قرآن مجید کو ہے ۔ بعض لوگوں سے اس حدیث سے بھی ذکر جہر پر استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ "جو مجھے اپنے دل میں یاد کرے میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں "اس کا جواب یہ ہے کہ اس ذکر سے مراد نماز جماعت پنجگانہ ۔ جمعہ ۔ خطبہ ۔ عیدین ۔ اذان اقامت ۔ تکبیرات تشریق اور تکبیرات انتقال ہیں اور اس کے علاوہ علم کا سیکھنا سکھلانا ۔ قرآن مجید کی تلاوت حجاج کا تلبیہ مراد ہے اور یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ذکر سے مراد خدا تعالیٰ نے کی تمام قسم کی عبادت ہے ۔ خواہ اوامر ہوں یا نواہی اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کے بہت سے طریقے ہیں تو اس صورت میں اس کو ذکر لسانی کے ساتھ خاص کرنا تحقیق کی راہ نہیں ہے کیونکہ اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے ۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ :

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً 55 ... سورة الأعراف

امر اور منطوق و عبارۃ النص ہے ۔ اور یہ حدیث مفہوم و دلالۃ و اشارۃ النص کے قبیل سے ہے اور منطوق اور عبارت ۔ مفہوم دلالۃ و اشارۃ پر مقدم ہوتا ہے اور اس کی تصریح اصول فقہ میں موجود ہے ۔ اس کے علاوہ اگر اس حدیث سے ذکر جہر اور ذکر خفی دونوں کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے تو سلف صالحین ہو کر جہر کی کراہت کے قائل نہ ہوئے حالانکہ تفسیر مظہری میں ذکر جہر کی کراہت پر اجماع نقل کیا ہے تو اُس صورت مین عمل قرآن مجید کی آیت پر ہی ہونا چاہیے اور وہ جو حمودی نے شعرانی کا قول نقل کیا ہے "کہ ذکر جہر سے اگر سونے والوں کو تکلیف نہ ہو تو جائز ہے ۔ "اس کا قرآن مجید حدیث شریف اور فقہ کی تمام کتابوں کے خلاف اعتبار نہیں کیا جاسکتا ۔

آج کل جو بعض متاخرین ذکر جہر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے خلاف مداومت کر رہے ہیں اور اس کو اس قدر رواج دیا گیا ہے کہ گویا اصل عزیمت یہی جہر ہے ان کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا چاہیے نہ کہ کسی نیک آدمی کے قول پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ صالحین کے افعال و احوال پر نظر نہ رکھنا چاہیے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اس کے علاوہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اصول یہ ہے کہ جب متون شروح

اورفتاویٰ میں اختلاف ہوجائے، تو ترجیح متون اور شرح کو ہوتی ہے ہاں اگر تعلیم کی غرض سے گاہ ذکر جہر سے ہواور اس پر مداومت نہ ہوتو کوئی حرج نہیں ہے۔چنانچہ شاذیہ حضرات ذکرجہر کو مکروہ بھی کہتے ہیں اور بغرض تعلیم احیاناً ذکر جہر کر بھی لیتے ہی۔ واللہ اعلم۔ (سید محمد نذیر حسین)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

جلد:2،کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ :صفحہ:13

محدث فتویٰ